© rasailojaraid.com

اک ستارہ اور ٹوٹا

محمد رضوان الحق

یہ 30 مئی 2005ء کی بات ہے' صبح 8 بجے کے قریب اطلاع ملی کہ مولانا مفتی نظام الدین شامزئی شہید کردیئے گئے۔ ذہن میں چھناکے ہونے لگے' پاؤں تلے سے زمین سرکتی محسوس ہوئی' شہید کردیئے جانے والے ایک ایک بزرگ عالم دین یاد آنے لگے' وہ نورانی چہرے' مجسم اخلاق' علم وعمل کی حسین صورتیں' یہ تو خاصۂ خاصان رسل تھے' یہ تو قائدین ملت تھے' ان کی اتنی بے دردی سے شہادت؟ اور شہادت بھی انہی سڑکوں پر جہاں تحریک پاکستان کا گراہوا لہوابھی خشک نہیں ہوا' ابھی 60 برس قبل ہی تو اسی پاکستان کی ہزاروں سڑکوں پر جواں لاشے پڑے تھے' جواں عصمتیں لٹی تھیں!!! مگر ایک کے بعد دوسرا' اور دوسرے کے بعد تیسرا عالم دین انہیں سڑکوں پر تڑپتا رہا' اور ابھی تو لال مسجد وجامعہ حفصہ کا لہو بھی جوش مار رہا ہے' ابھی ان کے لہو کی تازگی بھی باقی ہے' ان کا طریقہ غلط' وہ غلط' سب کچھ غلط' مگر غازی شہید کی مسکراہٹ نے سب کی نیندیں حرام کردیں اور پھر قبر کی خوشبو تو ختم کرنے کی کوشش کرنے والے ناعاقبت اندیش افسران تاحال ختم نہ کرسکے' (مٹی بدلتے ہیں کہ شاید رات کو معتقدین نے اسپرے کیا ہوگا مگر جو نئی مٹی ڈالی جاتی ہے وہ بھی چند لمحوں میں عنبر ومشک سے زیادہ پیاری خوشبو دینے لگتی ہے)' ہزاروں طلبہ وطالبات کا خون کرنے کے بعد ہمارے حکمرانوں کو پھر بھی سکون نہ ملا اور اب مولانا حسن جان کو بھی شہید کردیا گیا۔ یہ سکون کی تلاش ہے یا درحقیقت بدسکونی کی طرف جاتی راہ؟

اقتدار اور کرسی کی بقاء کیلئے جاری مہم ہمارے مستقبل کا کیا نقشہ کھینچ رہی ہے یہ ایک عقل سلیم رکھنے والے انسان کیلئے سمجھنا کوئی مشکل نہیں۔ سانحہ لال مسجد کے بعد جہاں پوری قوم ذہنی مریض بن چکی ہے وہیں وزیرستان سمیت پورا صوبہ سرحد بلکہ سارا ملک بدامنی کی آگ میں سلگنے لگا ہے۔

وفاق المدارس کے نائب صدر اور پشاور کی نامور ہستی شیخ الحدیث مولانا حسن جان کا قتل یقیناً ایک عظیم سانحہ ہے۔ وہ تو ایک غیر متنازعہ شخصیت تھے' وہ سیاست کے میدان میں کچھ عرصہ گزار چکے تھے' وہ تو قطعاً بے ضرر انسان تھے' وہ سرحدی پٹی کے خون آلود حالات پر بھی گہری نگاہ رکھتے تھے مگر ہمارے خفیہ والے بھائی بلکہ یوں کہوں تو بہتر ہوگا کہ ہمارے ملک و قوم کے محافظ شاید اپنے عوام کو یہ باور کرانا چاہتے ہیں کہ یہ ''انتہاپسندوں'' کی کارروائی ہے اسی وجہ سے تمام نیوز ایجنسیاں اس بات کو نمایاں کررہی ہیں کہ مولانا شہید خودکش حملوں کے مخالف تھے' اس لیے یہ کارروائی انہی لوگوں کی ہے' مگر میں

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

صرف اتنا پوچھنا چاہوں گا کہ آخر عوام کو بے وقوف بنانے کا یہ سلسلہ کب بند ہوگا؟ خودکش حملوں کی مخالفت تو پاکستان بھ کے ان گنت علماء ومفتیان کرام نے کی۔ پشاور سمیت پورے سرحد کے بھی ہزاروں علماء ومفتیان نے اس کی مخالفت میں فتوے جاری کیے مگر گولی آخر مولانا حسن جان شہید کے سینے میں ہی کیوں اتری؟

پہلے ہمارے محافظوں نے لال مسجد کے معاملے کو غلط استعمال کرنے کی کوشش کی عوام کے دلوں میں صرف اور صرف یہ شکوک ڈالنے کیلئے کہ شمالی علاقوں میں حکومت کے خلاف سرگرم لوگوں کا دین سے کچھ واسطہ نہیں' حالانکہ پوری دنیا جانتی ہے کہ یہ لال مسجد کے واقعے میں حکومت کے ڈسے ہوئے لوگ ہی ہیں۔ یہ وہی لوگ ہیں جن میں سے کسی کا بیٹا اور کسی کی بیٹی حکومت کی اندھی گولی نے چھین لیے' کسی کا بھائی اور کسی کی بہن فاسفورس بموں سے ٹکڑے ٹکڑے ہو گئے۔

اسلام پسند طبقے کے خلاف گرمائی جانے والی آگ اب تیزی سے ملک کے حالات کو بدل رہی ہے۔ مولانا حسن جان کو شہید کرنے والے قطعاً یہ نہ سمجھیں کہ یوں پاکستان سے اسلام مٹ جائے گا' یوں اسلام پسند طبقہ اپنا اندازِ مسلمانی بدل لے گا' یوں پاکستانی قوم نماز' روزہ چھوڑ دے گی' یوں پاکستانی لوگ اپنے بیٹوں کو عالم بنانا چھوڑ دیں گے۔ نہیں' نہیں اے میری قوم کے محافظو سنو! اس آگ کو روکنے کی سبیل کر سکو تو کر لو ورنہ یاد رکھنا سرحد پار سے آنے والے میزائل پر کسی مولوی یا کسی مدرسے کا نام نہیں لکھا ہوگا۔

جب بازارِ وحشت گرم ہوگا تو آج اغیار کا بازو بننے والے سب سے پہلے نشانے پر آئیں گے۔ قوم سے مولانا حسن جان جیسے کتنے بزرگ چھینو گے؟ کتنوں کو یوں بے بسی کی موت مارو گے؟ کتنے چمکتے تاروں کی چمک کو ماند کرنے کی کوشش کرو گے؟ یہ خدا کے دین کے متوالے ہیں' زندہ رہیں تو کامیاب زندگی کے مالک ہوتے ہیں۔ مرتے ہیں تو بھی شہادت کا رتبہ مل جاتا ہے۔ کیسے چھینو گے ان سے اطمینان؟ اے میری قوم کے سرپرستو! یہ پاکستان ہم سب کا مشترکہ ہے' یہ آج کراچی تا خیبر انتشار و بدامنی سے جل رہا ہے' ہر طرف قتل وغارت سے سرزمین وطن لہو رنگ ہو چکی ہے۔ اتنا خون تو ہمیں پاکستان حاصل کرنے کے وقت بھی نہیں بہانا پڑا تھا جتنا اس کے بعد بہا دیا مگر آزادی اب بھی ندارد۔

آخر یہ سلسلہ کب رکے گا؟ رکے گا بھی یا نہیں؟ کیا ہمارے پاکستان کا نظام یوں ہی غیروں کے رحم وکرم پر رہے گا؟ کیا ہم تاحیات اپنے پاؤں پر کھڑے ہونے سے معذور ہو چکے ہیں؟ کیوں' آخر کیوں؟ یہ مایوسی کا سماں کون بدلے گا؟ بدامنی کے اژدھے کی گردن کون دبوچے گا؟ طاغوت کی اٹھی میلی نگاہ کو کون نیچا دکھائے گا؟ دشمنوں کے بڑھتے ہاتھ کون روکے گا؟ یہ وہ تمام سوال ہیں جو آج ہر پاکستانی کے ذہن میں گردش کر رہے ہیں۔ کیا ہے کسی کے پاس ان کا جواب' یا ہم ہڑتالوں کے اعلانات ہی جاری کرتے رہیں گے؟ یا ایک کے بعد ایک ستارہ ٹوٹ کے ہم سے جدا ہوتا رہے گا؟

© rasailojaraid.com